REGD. No. L. 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل ربوہ

فی پرچہ ۱/

جلد ۴۴/۹ ۲۴ فتح ۱۳۳۴ھش ۲۴ دسمبر ۱۹۵۵ء نمبر ۳۰۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۳ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے آج صبح صحت کے متعلق دریافت کرنے پر فرمایا

"طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے" الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

— اخبار احمدیہ —

لاہور ۲۱ دسمبر (بذریعہ ڈاک) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی طبیعت تا حال ناساز ہے اعصابی بے چینی اور بے خوابی اور سانس کی تکلیف کا سلسلہ چل رہا ہے۔ ویسے آج طبیعت کل کی نسبت کچھ بہتر ہے۔ احباب صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

سیدہ ام مظفر احمد صاحبہ سلمہا اللہ تعالیٰ کو کل شام کے وقت گھبراہٹ اور بے چینی کا شدید دورہ ہوا۔ مگر رات نسبتاً آرام سے گزری آج صبح بھی دوائی کے اثر کے تحت نسبتاً سکون ہے احباب التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

سیالکوٹ سے سپیشل ٹرین

سیالکوٹ ۲۳ دسمبر (بذریعہ تار) سیالکوٹ سے ۲۵ دسمبر کو صبح ۸ بجے ایک سپیشل ٹرین ربوہ کے لئے روانہ ہو رہی ہے۔ جو وہاں اسی روز ۴ بجے شام پہونچے گی۔

• — • — • — •

جلسہ سالانہ میں شرکت کی غرض سے ربوہ میں مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا

استقبال قیام و طعام اور جلسہ گاہ کے جملہ انتظامات کو بڑی تیزی کے ساتھ مکمل کیا جا رہا ہے

ربوہ ۲۳ دسمبر۔ جلسہ سالانہ کے شروع ہونے میں اب دو ایک روز ہی باقی رہ گئے ہیں۔ چنانچہ ربوہ میں پاکستان اور بیرون پاکستان سے مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ پاکستان کے مختلف علاقوں کے علاوہ ماریشس۔ فلسطین اور چند ایک دوسرے ممالک کے بعض احمدی احباب بھی ربوہ پہنچ چکے ہیں۔ قبل اس کے کہ شمع احمدیت کے پروانے سابقہ روایات کے مطابق ہزاروں کی تعداد میں دیوانہ وار اس مقدس سرزمین میں آ جمع ہوں جلسہ سالانہ کے مختلف شعبے مہمانوں کے استقبال۔ قیام و طعام اور مقام اجتماع کے جملہ انتظامات کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے میں ہمہ تن معروف ہیں۔ محترم افسر صاحب جلسہ سالانہ اور محترم ناظر صاحب رشد و اصلاح کی زیر نگرانی جملہ مشینری گزشتہ کئی ہفتوں سے پوری طرح حرکت میں آ چکی ہے۔ اور مہمانوں کو ہر ممکن سہولت بہم پہنچانے کے سلسلہ میں متعلقہ امور کو پوری تندہی سے سر انجام دیا جا رہا ہے۔ ادھر اس امر کا اہتمام بھی ہو رہا ہے۔ کہ شمع احمدیت کے پروانے جلسہ میں روح پرور تقاریر سننے کے علاوہ ان مبارک ایام میں اجتماعی طور پر عبادات اور ذکر الٰہی بھی کر سکیں۔ تا اس مقدس اجتماع کی آسمانی غرض پوری ہو۔ اور احباب برکت و سعادت سے اپنے دامن بھر کر گھروں کو واپس لوٹیں۔ چنانچہ مسجد مبارک اور دیگر مساجد ربوہ میں اجتماعی نماز تہجد کا انتظام کیا جا رہا ہے اس میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں کی جائیں گی۔

اہل ربوہ مسیح محمدی کے مہمانوں کو خوش آمدید کہنے کے شوق میں دیدہ و دل فرش راہ کئے۔ ان مبارک ایام کا بے تابی سے انتظار کر رہے ہیں۔ کہ جب مسیح پاک کے روحانی پرندے اپنی جبینوں میں ہزارہا سجدے لئے غول در غول یہاں آئیں گے۔ اور ربوہ اور اس کا پاک ماحول اجتماعی ذکر الٰہی سے ایک دفعہ پھر اس طور پر گونج اٹھے گا۔ کہ گویا یہاں کا ذرہ ذرہ تسبیح و تحمید کے باعث قوت گویائی سے ہمکنار ہو گیا ہے۔ ادارہ الفضل آنے والے مہمانوں کو دل سے خوش آمدید کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہے۔ کہ وہ ان کا آنا خود ان کے لئے سلسلہ احمدیہ اور اسلام کے لئے ہر طرح اور ہر رنگ میں بابرکت کرے۔ اور اسے ایک عظیم روحانی انقلاب کا پیش خیمہ بنائے آمین

وکالت مال میں ضرور تشریف لائیے

اللہ تعالیٰ کا یہ خاص فضل و کرم ہی ہے۔ اور اسی کا یہ احسان ہے کہ آپ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس ملئے حاضر ہو رہے ہیں۔ کہ آپ حضور کی حقائق و معارف سے پر تقاریر سے فیض یاب ہو سکیں۔ اور نہ صرف فیض یاب ہوں۔ بلکہ ان پر عملی قدم اٹھا سکیں۔ اس سلسلہ میں "تحریک جدید" آپ سے یہ درخواست کرتی ہے۔ کہ آپ ایام جلسہ میں کسی فارغ وقت وکالت مال کے دفتر میں تشریف لائیں۔ اور مندرجہ ذیل امور ملاحظہ فرمائیں:

(۱) کیا آپ دفتر اول سال ۲۲ اور دفتر دوم سال ۱۲ کے وعدوں کی فہرستیں مکمل بھجوا چکے ہیں۔ اور آپ کو اس کی منظوری کی اطلاع مل چکی ہے۔

(۲) اگر آپ نے ابھی تک اپنے وعدوں کی فہرست مکمل نہیں کی۔ اور کچھ کسر ہے۔ تو وہ ایام جلسہ میں پوری کر لیں۔ اور جلسہ کے بعد اس مہینہ کے آخر تک مکمل فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور پیش فرما دیں۔ یا پھر دفتر تحریک جدید میں بھجوا دیں۔

(۳) اپنی جماعت کے وعدوں کی تکمیل کے بعد آپ کو یہ بات بھی یاد رہنی چاہیئے۔ کہ وکیل المال کا دفتر جن دوستوں کی طرف سے تحریک جدید کے نئے سال کا چندہ پیشگی داخل ہوا ہوگا۔ یا وعدہ کے ساتھ ہی ادا کر دیا گیا ہوگا۔ یا وعدوں کی آخری میعاد تک ادا کر دیا جائے۔ ایسے جملہ دوستوں کی فہرست حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کے لئے پیش کرے گا۔ ان شاء اللہ اور اگر ممکن ہو سکا۔ تو اس کی اشاعت بھی ہو سکے گی

(۴) وہ سابقون الاولون جو پہلے انیس سالہ جہاد کبیر میں شامل ہیں۔ اور اگر آپ کا نام بھی اس میں ہے۔ تو آپ دفتر میں تشریف لا کر ضرور تسلی فرما لیں۔ کہ آپ کا نام انیس سالہ فہرست میں لکھا جا چکا ہے۔ لیکن اگر آپ کے ذمہ "انیس سالہ حساب" میں سے بقایا ہے۔ تو اس کے متعلق دفتر سے تصفیہ فرما کر اپنی تحریر دے دیں۔ تا آپ کا نام بھی فہرست میں لکھا جائے۔ بالآخر جلسہ سالانہ پر تشریف آوری کی مبارکباد پیش کی جاتی ہے۔

(وکیل المال تحریک جدید)

دورِ زماں بہ بر و مسیح زماں بداد

جاں رفتہ بود از تنم او تازہ جاں بداد
دورِ زماں بہ بر و مسیح زماں بداد

بگرفت نور پارہ ز سیمائے مصطفیٰؐ
ہر خلق را باذن خدائے جہاں بداد

آورد من و سلوی و فوم و عدس بسوخت
من خواستم ز ریسماں او آسماں بداد

ہم تشنگاں را بہ خشید تازہ خوں
ہم پا شکستگاں را خرامِ جواں بداد

تا چشمۂ خضر نہ سکندر بجاں رسید
تنویر را اگر او دمِ جاوداں بداد

ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

جماعت احمدیہ کا نصب العین

ہر قیمت پر اشاعتِ اسلام کرنا ہے

"عسر ہو یسر ہو تنگی ہو کہ آسائش ہو۔ کچھ بھی ہو بند مگر دعوت اسلام نہ ہو"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

(از مکرم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل پرنسپل جامعۃ المبشرین ربوہ)

سلسلہ احمدیہ خدائی سلسلہ ہے۔ یہ کوئی انجمن یا سوسائٹی نہیں۔ جسے چند لوگوں نے مل کر قائم کر لیا ہو۔ یہ جماعت اللہ تعالیٰ کے صریح حکم سے قائم ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کا قیام ہوا ہے۔

دنیا کے اہلِ مذاہب منتظر تھے۔ کہ آخری زمانہ کا موعود ان میں سے پیدا ہوگا۔ اور ان کے مذہب کی تائید کرے گا۔ مسلمانوں کے مختلف فرقے مختلف زاویہ ہائے نگاہ کے ماتحت اپنے مخصوص عقائد کی حمایت کے لئے مسیح موعود اور مہدی معہود کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ آنے والا موعود شیعی یا سنی ہوگا۔ مگر الٰہی سنت کے مطابق ظاہر ہونے والا مسیح موعود اس لئے برپا ہوا۔ کہ ایک نئی خدائی جماعت قائم کرے۔ جو قرآن مجید کے صحیح عقائد کو اختیار کرنے والی اور حضرت خیر البشر خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور آپ کی سنت صحیحہ کی پوری طرح متبع ہو۔ یہی طریق آنے والے موعود کے لئے سنت اللہ سے ثابت ہے۔ اور یہی معقول طریق ہے۔ کیونکہ اگر ہر جگہ خرابی نہ ہوتی۔ اور ہر قوم جادۂ استقامت سے منحرف نہ ہو چکی ہوتی۔ تو اتنے عظیم الشان عالمگیر مصلح کے مبعوث ہونے کی ضرورت نہ تھی۔

ظاہر ہے کہ آنے والے موعود کا منہاجِ نبوت پر مبعوث ہونا اپنوں اور بیگانوں کو مخالفت کی کھلی دعوت دینا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں سے

اذا قیل انک مرسل خلت اننی
دعیت الی امر علی الخلق یعسر

کہ جب مجھے حکم دیا گیا۔ کہ میں بطور فرستادہ مبعوث کیا جا رہا ہوں۔ تو مجھے خیال آیا۔ کہ یہ تو ایسی دعوت کا قیام ہے۔ جو لوگوں پر ناگوار گذرے گی۔

الٰہی سنت کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ اور آپ نے نئی روحانی جماعت کی بنیاد رکھی۔ اس پر مخالفین اسلام نے بھی شور مچایا۔ اور آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔ اور خود مسلمانوں کے سارے فرقے بھی آپ سے برسرِ پیکار ہو گئے۔ قرآنی عقائد سے یہ لوگ ناآشنا تھے۔ صدیوں کے بُعد کی وجہ سے قرآن مجید ان کے لئے بند کتاب بن چکا تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اوائل میں قرآنی آیات سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا اعلان کیا۔ تو ہندوستان کے مشرق و مغرب میں شور پڑ گیا۔ اور علماء نے اسے آپ کی تکفیر کی اساس قرار دیا۔ یہ تو ایک مثال ہے۔ ورنہ ہر قرآنی عقیدہ کے پیش کرنے پر یہ لوگ برافروختہ ہوئے۔ اور تحریک احمدیت کے راستے میں شدید مزاحمت کرنے لگے۔ اور تو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اعلان کی بھی ان لوگوں نے مخالفت کی۔ کہ قرآن مجید میں کوئی منسوخ آیت نہیں۔ بہرحال آسمانی سنت کے مطابق اور انسانوں کے دیرینہ مخالفانہ شیوہ کے درمیان جماعت احمدیہ کا آغاز ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرستادہ کو بروقت مبعوث فرمایا۔ اور لوگوں نے پہلے منکرین انبیاء کے طریق کے مطابق اس فرستادہ کی مخالفت کی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے جماعت احمدیہ قائم ہو گئی۔

ہر تحریک کا بانی اس کا مقصد مقرر کرتا ہے۔ اور ہر جماعت کا ایک نصب العین ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولکل وجھۃ ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات کہ ہر شخص اور ہر قوم کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے۔ اور وہ اس کے حصول کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔ اے مسلمانو! تمہارا یہ فرض ہے۔ کہ ہمیشہ نیکی اور بھلائی میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے رہو۔ آیئے اب ہم دیکھیں کہ قرآن مجید کے اس وسیع تر نصب العین کو تحریک احمدیت میں کس طرح اپنایا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی ابتدائی کتاب "فتح اسلام" میں تحریر فرماتے ہیں:

"سچائی کی فتح ہوگی۔ اور اسلام کے لئے پھر اس تازگی اور روشنی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آ چکا ہے۔ اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے۔ لیکن ابھی ایسا نہیں۔ ضرور ہے۔ کہ آسمان اسے چڑھنے سے روکے رہے۔ جب تک کہ محنت اور جانفشانی سے ہمارے جگر خون نہ ہو جائیں۔ اور ہم سارے آراموں کو اس کے ظہور کے لئے نہ کھو دیں۔ اور اعزازِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں قبول نہ کر لیں۔ اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے وہ کیا؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا۔ یہی موت ہے جس پر اسلام کی زندگی۔ مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلّی موقوف ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے۔ جس کا دوسرے لفظوں میں اسلام نام ہے۔ اسی اسلام کا زندہ کرنا خدا تعالیٰ اب چاہتا ہے۔" (رسالہ فتح اسلام ص۱۵-۱۸)

کتنا واضح اعلان ہے۔ اور کس قدر پُر امید و یقین مگر قربانیوں سے لبریز یہ دعوت ہے۔ یقیناً سچے مرسل اسی نہج پر مبعوث ہوتے ہیں۔ اور وہ شروع دن سے ہی اسی صراحت کے ساتھ درمیانی ابتلاؤں اور آخری کامیابی کا اعلان کیا کرتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا بھر کی مخالفت کے باوجود اپنے مشن کو جاری رکھا۔ اور اپنی جماعت کو اس مسلک پر قائم کر دیا۔ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو قرب وفات کی خبر دی گئی۔ تو آپ نے رسالہ الوصیت تحریر فرمایا۔ جس میں اپنی جماعت کے نام ذیل کا پیغام رقم فرمایا۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیا۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے۔ اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے۔ جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے۔" (الوصیت ص۷)

یہ وہ لائحہ عمل ہے۔ اور یہ وہ نصب العین ہے۔ جو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی وفات کی وحی کے پیش نظر اپنی جماعت کے سامنے رکھا۔ الوصیت کے یہ الفاظ اور رسالہ فتح اسلام کے الفاظ آپ پڑھ چکے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ابتدائی اور قریباً آخری کتاب کی عب[illegible] سامنے ہیں۔ آپ اگر احمدی نہیں تو [illegible] کہ ایسی جماعت جس کا یہ بلند نصب العین [illegible] اور جو اس اعلیٰ مقصد کے لئے نصف صدی سے زیادہ عرصہ سے جان مال اور عزت و وطن کی قربانیاں کر رہی ہے۔ اس کے نوجوان صرف اشاعتِ دین کی خاطر اپنے گھروں سے بے گھر ہوتے ہیں۔ اور سالہا سال اپنے خویش و اقارب سے جدا رہتے ہیں۔ اور ان میں سے بعض اسی مبارک غریب الوطنی میں جام شہادت نوش کر جاتے ہیں۔ کیا ایسی جماعت کی مخالفت کرنا اور ان کی بیخ کنی کی کوشش کرنا کسی مردِ مسلم کا کام ہو سکتا ہے؟ بلکہ میں تو کہتا ہوں۔ کہ کیا ایسی جماعت سے علیحدہ رہنا بھی کوئی نیک بختی کی علامت قرار پا سکتا ہے؟۔ ہرگز نہیں۔

ہاں میں آپ سے بھی جو احمدی جماعت کے افراد ہیں۔ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ اس نصب العین کو پانے کے لئے ابھی بہت زیادہ جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی تک ہم نے وہ محنت اور جانفشانی نہیں کی۔ جس سے ہمارے جگر خون ہو جائیں۔ ابھی تک ہم نے سارے آراموں کو قربان نہیں کیا۔ اور ہنوز ہم نے اشاعتِ اسلام کے لئے ساری ذلتیں برداشت نہیں کیں۔ بلاشبہ دوسروں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ کی قربانیاں بے مثال ہیں۔ مگر ہمیں اعتراف ہے۔ کہ ابھی تک ہم اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکے۔ اور ہماری قربانیاں اس معیار پر نہیں پہنچیں۔ جس کا مطالبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اور جس کی آپ نے وصیت فرمائی تھی۔ اے بھائیو! آؤ کہ ہم ایک پورے عزم کے ساتھ اس بلند نصب العین کو حاصل کرنے کی سعی کریں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مقرر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق [illegible] آمین

سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت و دعوت و تبلیغ کا مشترکہ جلسہ

جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت و سیکرٹری صاحبان دعوت و تبلیغ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ ۲۶/۱۲/۵۵ کو ۷ بجے مسجد مبارک میں ان کا مشترکہ جلسہ ہوگا۔ اس میں نظارت رشد و اصلاح کی طرف سے ضروری ہدایات دی جائیں گی۔ سیکرٹری صاحبان کو چاہیئے۔ کہ وقت کی پابندی کرتے ہوئے جلسہ میں ضرور شریک ہو کر ممنون فرمائیں۔ (ناظر رشد و اصلاح)

درخواست دعا:۔ میرے بھائی نور احمد صاحب بیمار ہیں۔ بزرگان سلسلہ کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ شفا عطا کرے۔

(حلیمہ قدسیہ رسالپور چھاؤنی)

رجسٹرڈ

اپنی روایات کو قائم رکھو اور بعض اخلاق کو اپنا نصب العین بنا کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کر

جامعہ نصرت کے جلسہ تقسیم اسناد میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طالبات سے خطاب

— تقریر نویس :- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب پیر کوٹی —

قسط نمبر ۲

...ی - بڑا ذخیرہ اور موجب اخلاق کا ...ایت ہوتی ہے جسے انگریز ...ڈیشنز (Tradition) کہتے ہیں یعنی

ماضی کی روایات

کہ فلاں کا باپ ایسا تھا، دادا ایسا تھا۔ پڑدادا ایسا تھا۔ جب یہ باتیں کسی کے ذہن میں ڈالی جاتی ہیں۔ تو انسان آہستہ آہستہ ان کو اپنا لیتا ہے اور وہ اس کی طبیعت کا ایک جزو بن جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذہب کا کنٹرول اور قبضہ نسل کی نسبت لوگوں پر زیادہ ہوتا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نسل کے لئے ضروری نہیں۔ کہ وہ کسی بڑے آدمی سے چلے۔ ممکن ہے کہ کوئی نسل اور خاندان کسی ایسے فرد سے چلا ہو۔ جو اچھے کیریکٹر کا مالک نہ ہو۔ اور تم اسکے حالات کو سامنے رکھ کر کوئی اچھا نتیجہ اخذ نہ کر سکتی ہو۔ لیکن مذہب جب بھی چلے گا کسی بڑے آدمی سے چلے گا۔

خاندان اور نسل

کسی چھوٹے اور ذلیل انسان سے بھی چل پڑتی ہے۔ ایک بزدل آدمی کے بھی بارہ بچے ہو سکتے ہیں۔ اور پھر ان بارہ بچوں میں سے بھی ہر ایک ایک کے بارہ بارہ بچے ہو سکتے ہیں۔ اور پھر ان کے آگے بچے ہو سکتے ہیں۔ اور جب سو سال میں وہ دس بیس ہزار افراد تک جا پہنچتے ہیں۔ تو وہ اپنے آپ کو ایک الگ قوم سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ جب دس۔ پندرہ۔ بیس یا پچاس افراد ہوتے ہیں۔ اور انہیں ایک دوسرے کی شناخت ہوتی ہے۔ تو وہ ایک خاندان کہلانے لگ جاتا ہے۔ اور جب جانے بوجھے لوگوں کی تعداد سینکڑوں تک جا پہنچتی ہے تو وہ قبیلہ بن جاتا ہے۔ اور جب ان کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے تو وہ ایک قوم بن جاتی ہے۔

پس

قوم کسی خاص چیز کا نام نہیں

قوم محض نام ہے آپس میں تعلق رکھنے والے اور ایک دوسرے کو شناخت کرنے والے لوگوں کے گروہ کا۔ جب جانے بوجھے لوگوں کی تعداد ہزاروں تک جا پہنچتی ہے تو وہ اپنے آپ کو ایک الگ قوم شمار کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور اپنا ایک نام رکھ دیتے ہیں۔ جب اس نام کی قوم کا آدمی دوسرے کو چلتا پھرتا مل جاتا ہے۔ تو وہ اس سے چمٹ جاتا ہے۔ کہ اچھا آپ بھی فلاں قوم میں سے ہیں۔ میں بھی اسی قوم میں سے ہوں۔ مثلاً ایک پٹھان کو کوئی اور پٹھان مل جائے۔ تو وہ کہے گا اچھا آپ پٹھان ہیں میں بھی پٹھان ہوں۔ یہی حال دوسری قوموں کا ہے۔ غرض اسی طرح لوگ اکٹھے ہوتے جاتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو ایک الگ قوم کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ پس ضروری نہیں کہ کسی

قوم کی ابتداء

کسی بڑے آدمی سے ہوئی ہو۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی بعض قومیں ایسی دیکھی گئی ہیں۔ جو ابتداء میں بعض معمولی آدمیوں سے چلی ہیں۔ بلکہ بعض قومیں ڈاکوؤں سے چلی ہیں۔ سرگودھا اور جھنگ کے ضلع کے بعض قبیلے ایسے ہیں۔ کہ اگر ان کے ناموں کی تحقیق کی جائے۔ تو پتہ لگتا ہے کہ کسی وقت ان کا مورث اعلیٰ ڈاکو تھا۔ اب اگر کسی ڈاکو کی اولاد سینکڑوں یا ہزاروں تک پہنچ جائے۔ اور وہ ایک دوسرے کو پہچانتے ہوں۔ تو گو انہیں ایک قوم کہا جائے گا۔ لیکن ایسی قوم کی کوئی ٹریڈیشن یا روایات نہیں ہوتی کہ آئندہ آنے والے ان پر فخر کریں۔ اب یہ بات کہ فلاں

قوم کا مورث اعلیٰ

ڈاکو تھا۔ اس نے فلاں کی گردن کاٹ لی تھی۔ فلاں کو اس نے لوٹ لیا تھا۔ یہ ایسی باتیں ہیں۔ جن پر اخلاق کی بنیاد رکھی جائے۔ لیکن مذہب ہمیشہ اچھوں سے چلتا ہے۔ اسکے معنے یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے آدمی ڈاکہ مارنے والے فریب کرنے والے ظلم کرنے والے دوسروں کے اموال کھانے والے اور دغا باز نہیں ہوتے۔ وہ عدل و انصاف اور سچائی کو پھیلانے والے ہوتے ہیں۔

پس جہاں مذہب کے اور فوائد بھی ہیں وہاں

ایک فائدہ یہ بھی ہے

کہ اس کی طرف منسوب ہونے والا بجائے اپنے باپ دادوں سے ٹریڈیشن لینے کے مذہب سے ٹریڈیشن لے لیتا ہے۔ کیونکہ اسکے باپ دادوں کی روایات ایسی نہیں ہوتیں۔ کہ وہ اچھے اخلاق پیدا کرنے کا موجب ہو سکیں۔ اس بارہ میں مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ جب گھوڑے سے گرے۔ تو آپ کی صحت کو سخت دھکا لگا۔ اور آپ بے ہوش ہو گئے لوگوں کو پتہ لگا۔ تو وہ آپ کی خبر لینے آ جاتے اور پھر سوال بھی کرتے۔ اور بیہوشی میں اس قسم کے سوالات کرنے مضر ہوتے ہیں۔ اس لئے ڈاکٹروں نے منع کیا ہوا تھا۔ کہ آپ کے کمرہ میں کوئی نہ جائے۔ چنانچہ میں نے آپ کے کمرے کے دروازے بند کر دیئے۔ اور

نیک محمد خان صاحب

افغان کو مقرر کیا۔ کہ وہ کسی کو اندر نہ جانے دیں۔ نیک محمد خان احمدیت ہونے سے آئے تھے۔ اور افغانستان کے اچھے شریف خاندان میں سے تھے۔ ان کا باپ ایک صوبہ کا گورنر تھا۔ جب احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے ان کی مخالفت شدت اختیار کر گئی۔ اور حالات بگڑ گئے۔ تو وہ قادیان آ گئے۔ اس وقت ان کی عمر ۱۶-۱۷ سال کی تھی۔ اس کے بعد وہ قادیان میں ہی رہے نیک محمد خان صاحب بہت چست اور ہوشیار تھے۔ اس لئے میں نے انہیں پہرہ پر مقرر کیا۔ اور ہدایت کی۔ کہ وہ کسی شخص کو اندر نہ جانے دیں۔ اور انہیں خاص طور پر بتایا کہ دیکھو بعض دفعہ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے۔ کوئی بڑا آدمی آ جاتا ہے۔ تو خیال آتا ہے کہ شاید وہ حکم اسکے لئے نہ ہو۔ اس لئے یاد رکھو کوئی چھوٹا یا بڑا سوائے ڈاکٹروں اور ہم لوگوں کے کہ جو خدمت پر مامور ہیں تم کسی شخص کو اندر نہ جانے دو۔ وہ کہنے لگے بہت اچھا۔ شام کے وقت میں آیا تو دیکھا کہ بعض لوگ چہ میگوئیاں کر رہے ہیں۔ نیک محمد خان نوجوان تھے۔ سولہ سترہ سال کی عمر میں قادیان آئے تھے اور ایک شریف خاندان سے تھے ان کا باپ ایک معزز آدمی تھا اس وجہ سے ان کے پٹھان ہونے میں کوئی شبہ نہیں تھا۔ لیکن ایک اور قسم کے پٹھان بھی ہمارے ملک میں ہوتے ہیں۔ جن کے باپ دادے چار یا پانچ سو سال ہوئے اس ملک میں آئے۔ وہ بھی اپنے آپ کو پٹھان کہتے ہیں لیکن چونکہ ایک لمبا عرصہ گذر جاتا ہے اس لئے یہ پتہ لگانا ذرا مشکل ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت کون ہیں۔ ممکن ہے وہ پٹھان ہوں یا ممکن ہے کسی اور قوم سے تعلق رکھتے ہوں اور پٹھانوں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے پٹھان کہلانے لگ گئے ہوں۔ لیکن کہتے وہ یہی ہیں کہ وہ پٹھان ہیں۔

ہماری جماعت کے ایک دوست اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی ہوا کرتے تھے ان کی قوم بھی پٹھان کہلاتی تھی۔ ان کے باپ دادا کئی سو سال ہوئے ہندوستان میں آئے تھے لیکن انہیں اپنے پٹھان ہونے پر فخر تھا وہ بھی

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ

کی تیمارداری کے لئے آئے معلوم نہیں ان کے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی کتنی محبت تھی لیکن ظاہر وہ یہی کیا کرتے تھے کہ انہیں آپ سے بہت بڑی عقیدت ہے۔ جب انہوں نے سنا کہ حضور گھوڑے سے گر پڑے ہیں اور بیہوش ہو گئے ہیں تو وہ گھبرا کر آئے اور انہوں نے اندر جانا چاہا۔ دروازہ پر نیک محمد خانصاحب کھڑے تھے انہوں نے اندر جانے سے روکا۔ بعض لوگوں کو اپنی قومیت پر حد سے زیادہ غرور ہوتا ہے۔ اکبر شاہ خان صاحب نجیب آبادی کو بھی اپنی قومیت پر فخر تھا۔ حالانکہ ان کے باپ دادا کئی سو سال ہوئے ہندوستان آئے تھے انہوں نے کہا مطلب؟ نیک محمد خان صاحب نے کہا اندر جانا منع ہے۔ انہوں نے کہا میں نہیں جانتا کس نے اندر جانا منع کیا ہے میں ضرور جاؤں گا۔ چنانچہ پھر وہ آگے بڑھے۔ اس پر نیک محمد خان صاحب نے انہیں دھکا دے دیا۔ اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی کو غصہ آیا اور انہوں نے کہا تم نہیں جانتے میں کون ہوں میں پٹھان ہوں۔ گویا چار پانچ سو سال کی

پٹھانی کا رعب

ایک نئے آئے ہوئے پٹھان پر ڈالنے لگے تیگ محمد خاں صاحب نئے نئے احمدیت میں آئے تھے اور احمدیت کی وجہ سے انہوں نے دکھ اور تکالیف برداشت کی تھیں اسلئے ان کا جوش تازہ تھا جس وقت اکبر شاہ خانصاحب نجیب آبادی نے کہا تمہیں پتہ ہے میں کون ہوں؟ میں پٹھان ہوں۔ تو تیگ محمد خاں صاحب نے کہا تمہیں پتہ نہیں میں کون ہوں؟ میں احمدی ہوں

اب دیکھ لو

جس کی پٹھانیت مشتبہ تھی۔ وہ تو یہ کہتا ہے کہ میں پٹھان ہوں۔ لیکن جس کی پٹھانی میں کوئی شبہ نہیں تھا وہ کہتا ہے میں احمدی ہوں حالانکہ ممکن ہے کہ اکبر شاہ خانصاحب کسی اور قوم سے ہوں لیکن پٹھانوں میں رہنے کی وجہ سے پٹھان کہلانے لگ گئے ہوں۔ جیسے ایک میراثی کا لطیفہ مشہور ہے۔ جب یہاں انگریزوں کی حکومت تھی۔ تو بعض قوموں کو زمین خریدنے کی اجازت نہ تھی۔ اور بعض کو خریدنے کی اجازت تھی۔ بعض علاقوں میں سید زمین خرید سکتے تھے۔ اور بعض علاقوں میں وہ زمین نہیں خرید سکتے تھے۔ بعض علاقوں میں انہیں زمیندار سمجھا جاتا تھا۔ اور زمین خریدنے کی انہیں اجازت تھی۔ لیکن بعض علاقوں میں انہیں غیر زمیندار سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے وہ وہاں زمین نہیں خرید سکتے تھے میراثیوں کا ایک خاندان تھا۔ جس کے بڑے بڑے افسروں سے تعلقات تھے۔ انہوں نے روپیہ جمع کرنا شروع کیا۔ اور ایک وقت ایسا آیا جب وہ بہت مالدار ہوگئے اب انہوں نے خیال کیا کہ یہ ان کی بے عزتی ہے کہ لوگ انہیں میراثی کہیں۔ میراثیوں کے نزدیک میراثی دراصل میر آثی ہے۔ یعنی اصل میں وہ ہیں تو سید لیکن کسی وقت ان کے سردار کا کسی گناہ کی وجہ سے بائیکاٹ کر دیا گیا تھا۔ اسلئے لوگوں نے انہیں میراثی کہنا شروع کر دیا۔ بہرحال وہ

سیّد بن گئے

روپیہ جمع تھا ہی اس لئے انہوں نے زمین خرید لی۔ جن لوگوں سے انہوں نے زمین خریدی تھی ان کا ہمسایہ ایک زمیندار تھا وہ مالدار تو نہیں تھا۔ لیکن تھا عقلمند اور حوصلہ والا۔ اس نے ان کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا اور کہا وارث ہم ہیں۔ یہ لوگ زمین نہیں خرید کر سکتے۔ اور دلیل یہ دی کہ یہ سید نہیں ہیں میراثی ہیں۔ اور چونکہ یہ سید نہیں۔ اسلئے یہ زمین نہیں خرید سکتے۔ میراثیوں کا رسوخ تھا۔ اسلئے انہوں نے روپیہ دے کر گواہ پیش کرنے شروع کئے ان گواہوں میں ایک عورت بھی تھی جو زمیندار تھی لیکن تھی غریب میراثی اسکے پاس بھی گئے اور کہا تم ایک سو روپیہ لے لو اور یہ گواہی دو کہ ہم واقعہ میں سید ہیں اس عورت نے روپیہ تو لے لیا اور بظاہر گواہی کا وعدہ بھی کر لیا لیکن دل میں یہ فیصلہ کر لیا۔ لیکن دل میں یہ فیصلہ کر لیا کہ وہ ان کے خلاف گواہی دے گی اور عدالت میں کہے گی کہ یہ لوگ سید نہیں میراثی ہیں۔ چنانچہ وہ عورت عدالت میں گئی۔ مجسٹریٹ نے اس سے دریافت کیا۔ تم بتاؤ کیا یہ لوگ فی الواقع سید ہیں؟ اس نے کہا ان لوگوں کے سید ہونے میں کوئی شبہ نہیں یہ تو پکے سید ہیں۔ مجسٹریٹ کو قدرتی طور پر شبہ ہوا کہ اس نے پکے کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے اس نے دریافت کیا کہ تمہارے پکے سید کہنے کا کیا مطلب ہے؟ اس عورت نے کہا باقی لوگ تو چار چار پانچ پانچ سو سال سے اس علاقے میں آئے ہوئے ہیں ان کے متعلق تو صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ وہ سید ہیں یا نہیں۔ لیکن یہ لوگ تو پکے سید ہیں۔ میں ذاتی طور پر ان کے سید ہونے کی گواہ ہوں۔ کیونکہ یہ میراثی تھے اور ہمارے سامنے سید بنے ہیں۔ اسلئے ان کے سید ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ چنانچہ زمین ان سے چھین لی گئی۔

پس

اگر روایات محفوظ ہوں

تو قبائل اور اقوام کے متعلق تحقیقات کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک یہودی سے پوچھو تو چونکہ اس کی نسل محفوظ ہے اسلئے وہ فوراً یہ کہدیگا کہ اتنے سو سال پہلے میرے دادا کا نام ابراہیم (علیہ السلام) تھا۔ لیکن ایک دوسری قوم والے سے پوچھو۔ تو وہ یہ بھی نہیں بتا سکے گا کہ ان کا پردادا کون تھا۔ غرض کسی قوم کا پرانا ہونا اور اس کی روایات کا محفوظ ہونا افراد کے اندر بہادری اور جرأت کی صفات پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً راجپوت ہیں۔ راجپوت ایک لڑنے والی قوم ہے اگر ہوشیار والدین ہونگے۔ تو وہ اپنے بچے سے ہمیشہ کہتے رہیں گے کہ دیکھو تمہارے باپ دادا بڑے بہادر تھے، وہ ایسے لڑنے والے تھے۔ وہ ایسی قربانی کرنیوالے تھے۔ ان باتوں کا اس پر اتنا اثر ہوگا۔ کہ جب بھی لڑنے کا موقع آئے گا سنی ہوئی باتیں اسے یاد آجائینگی۔ وہ جان کی پرواہ نہیں کرے گا اور دیکھے گا کہ جب میرے ماں باپ نے قربانیاں کی تھیں۔ تو میں کیوں نہ قربانی کروں۔ گویا ایک آدمی کو قربانی کے وقت اس کے ماں باپ پیچھے سے دھکا نہیں دیتے اور ایک کو چار پانچ سو سال کے باپ دادے جن کی روایات اسے معلوم ہوتی ہیں قربانی کے وقت اسے آگے کی طرف دھکا دیتے ہیں، اسلئے وہ قربانی اس کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ اور وہ اسے کر گذرتا ہے۔

مغلوں کو دیکھ لو

قریباً گیارہ سو سال سے یہ معروف ہیں۔ اس سے پہلے یہ لوگ منگولیا کے علاقہ میں رہتے تھے جو ایک برفانی علاقہ ہے۔ اسلئے کسی کو یہ علم نہیں کہ ان کی وہاں کیا شان تھی تاریخ اس پر بہت کم روشنی ڈالتی ہے۔ گیارہ سو سال ہوئے یہ لوگ فاتح ہوئے۔ اب ہوشیار مغل ماں باپ اپنے بچوں پر یہ اثر ڈالتے رہتے ہیں کہ تمہارے باپ دادوں کے یہ کیرکٹر تھے وہ جنگجو تھے انہوں نے کئی ملک فتح کئے انہوں نے ایک طرف یورپ کو فتح کیا۔ تو دوسری طرف ہندوستان اور چین تک وہ چلے گئے اور سینکڑوں سال تک انہوں نے ان علاقوں کو قبضہ میں رکھا اس لئے تم بھی آگے بڑھو اور دنیا کو فتح کرنے کی کوشش کرو ان خیالات کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وقت آنے پر وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔ بلکہ آگے بڑھے گا۔ اور پھر وہ اکیلا نہیں لڑ رہا ہوگا۔ بلکہ اس کے باپ دادے اسے پیچھے سے دھکا دے رہے ہوں گے۔ لیکن ایک ایسی قوم کا آدمی جس کی ہسٹری اور تاریخ محفوظ نہیں اسے یہ پتہ ہی نہیں کہ اس کے باپ دادے شریف تھے یا بدمعاش تھے، بہادر تھے یا بزدل تھے۔ وہ میدان جنگ میں اکیلا لڑ رہا ہوگا۔ اور اکثر اوقات وہ بزدلی دکھا جائے گا۔

غرض روایات ایک جتھا بنا دیتی ہیں اس لئے روایتوں کا محفوظ رکھنا قوم کی ترقی کا ایک بڑا ذریعہ ہے اسی لئے یورپ میں سکولوں اور کالجوں نے اپنے اپنے ماٹو مقرر کئے ہوئے ہیں اور طلباء اور پروفیسروں کا کام ہوتا ہے کہ وہ اس قسم کے اخلاق کو اپنے اندر پیدا کریں۔ اور پھر انہیں دوسروں کے اندر بھی جاری کرنے کی کوشش کریں۔

ہندوستان میں صرف

علی گڑھ کالج تھا

جس نے اپنی روایات کو قائم رکھنے کی بنیاد ڈالی علی گڑھ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل طلباء ہمیشہ دوسروں سے ممتاز رہے ہیں۔ اور انہوں نے بڑی وسیع الحوصلگی دکھائی ہے اور اچھے کام کئے ہیں اسی طرح آکسفورڈ اور کیمبرج کے فارغ التحصیل طلباء بھی اپنی ٹریڈیشنز اور روایات کو قائم رکھتے ہیں۔ یورپ میں ہر کالج نے اپنا اپنا ماٹو بنایا ہوا ہے یہاں بھی کالج کو اپنا کوئی نہ کوئی ماٹو مطمح نظر اور مقصد قرار دینا چاہیئے۔ اور اسے ہر وقت سامنے رکھنا چاہیئے۔ مثلاً سچائی اور قربانی ہے اگر یہ ماٹو بنا لیا جائے۔ اور کوشش کی جائے کہ کالج کی سٹوڈنٹس کے اندر یہ اخلاق نمایاں طور پر پیدا ہوں۔ تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ جہاں بھی لڑکی جائے گی یہ ماٹو اسکے سامنے آجائے گا اور وہ اس کو پھیلانے کی پوری کوشش کرے گی

پھر ماٹو مقرر کرنے کے بعد کالجوں کے منتظمین کتابوں اور کاپیوں پر اس کی مہر لگا دیتے ہیں۔ قمیصوں پر گلے کے قریب ویسے نشان لگا دیتے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ کالج سے نکل کر ایک نسل نیا دہوتی چلی جاتی ہے یہ پہلے سٹوڈنٹس ہوتے ہیں۔ پھر ان کی اولاد ہوتی ہے۔ پھر ان کے پوتے ہوتے ہیں اور یہ سلسلہ آگے چلتا جاتا ہے اور انہیں

یگانگت اور وحدنیت کا احساس

ہوتا جاتا ہے۔ جس طرح خاندان [illegible] ہے اسی طرح اس خاندان میں ایک [illegible] چلی جاتی ہے۔ مثلاً آکسفورڈ کا ایک فارغ التحصیل طالب علم جب دوسرے شخص کے کپڑے پر آکسفورڈ کا نشان دیکھے گا تو وہ اس کی طرف [illegible]

آہ دردؔ صاحب رضہ

از مکرم محمد نذیر صاحب فاروقی

ہوں لاکھ دلفریب نظاروں کو کیا کروں
جب دل ہی بجھ گیا تو شراروں کو کیا کروں

جس کی ضیائے حُسن سے محفل تھی نور نور
وہ چاند جب نہیں تو ستاروں کو کیا کروں

فردوسِ گوش تھے جو ترانے نہیں رہے
ٹوٹے ہوئے رباب کی تاروں کو کیا کروں

لطفِ بہار کچھ نہیں ساقی ترے بغیر
بے بود گلستاں کی بہاروں کو کیا کروں

مجھ کو سہارا دے کے تو رخصت ہوا ہے درد
تیرے بغیر تیرے سہاروں کو کیا کروں

ساماں ہزار وجہ تسلّی سہی مگر
اے درد تیرے غم کے اشاروں کو کیا کروں

بالیں سے ناامید ترے چارہ گر اُٹھے
اب تو بتا کہ موت کے دھاروں کو کیا کروں

روتے ہیں تجھ کو یار بھی۔ اغیار بھی تمام
فرقت نصیب درد کے ماروں کو کیا کروں

دیکھے گا۔ اور خوشی سے کہے گا۔ اچھا تم آکسفورڈ میں پڑھتے رہے ہو۔ چاہے وہ فرانس ہو۔ جرمنی کا ہو۔ یا کسی اور ملک کا جب بھی وہ آکسفورڈ کے دوسرے طالب علم کو دیکھے گا۔ وہ اس کی طرف بڑھے گا۔ اور اسے تپاک سے ملے گا۔ اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی کے طلباء کا حال ہے۔

پس تمہیں بھی اپنی ٹریڈیشنز اور روایات قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تم بھی اپنا ماٹو بناؤ

قاعدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ غور کرکے دو تین اخلاق کو لے لیا جاتا ہے۔ اور انہیں ہر چیز پر لکھ لیا جاتا ہے۔ کمروں اور ہال میں اسے لکھ کر لگا لیا جاتا ہے۔ کتابوں اور کاپیوں پر اس کی مہریں لگا دی جاتی ہیں۔ اس سے طالب علم کو وہ باتیں یاد آتی رہتی ہیں۔ اور وہ انہیں ہر وقت اپنے سامنے رکھتا ہے۔ پروفیسر بھی اس کا خیال رکھتے ہیں۔ اور طالب علموں کا بھی کام ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف وہ خود انہیں اپنے سامنے رکھیں۔ بلکہ اپنے ساتھیوں میں بھی ان اخلاق کے پیدا کرنے کی تحریک کرتے رہیں۔ پہلے وہ اخلاق ایک مخصوص طبقہ میں ہوتے ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ اس سے ایک خاندان بن جاتا ہے۔

پس تم بھی اپنا ایک ماٹو بناؤ۔ شریعت کے بعض ایسے احکام کو لے لیا جائے۔ جن کے نتیجہ میں بعض

خاص قسم کے اخلاق

پیدا ہوتے ہیں۔ یا بعض نقائص مدنظر رکھو۔ اور انہیں دور کرنا اپنا مقصد بنا لو۔ مثلاً ہمارے ملک میں محنت کی عادت نہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے سارے کام خراب ہو جاتے ہیں۔ تم اپنے ایک صناع کے پاس جاؤ۔ اور اسے ایک چیز بنانے کو کہو۔ تو وہ مثلاً اسے آٹھ آنے میں بنائے گا۔ لیکن ایک یوروپین کاریگر کے پاس جاؤ تو وہ وہی چیز ایک آنہ میں بنا دے گا۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ انہوں نے محنت کی عادت ڈال کر اپنے ہاتھ کو تیز بنا لیا ہے۔ اسی لئے ان کا مزدور جلدی کام کر لیتا ہے۔ اور ہمارا مزدور دیر میں کام کرتا ہے۔

میں جب انگلینڈ گیا۔ تو میرے ساتھ

حافظ روشن علی صاحب رضؓ

بھی تھے۔ حافظ صاحب کی طبیعت میں مذاق تھا۔ ایک دن وہ سنجیدگی سے مجھے کہنے لگے۔ کہ کیا آپ نے یہاں کوئی آدمی چلتے بھی دیکھا ہے۔ اب بظاہر اس کا جواب یہی ہو سکتا تھا۔ کہ چلتے تو سارے ہی ہیں۔ یہاں کے رہنے والوں کے متعلق یہ سوال آپ کو کیوں پیدا ہوا۔ لیکن میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ اور میں نے کہا۔ کہ واقعہ میں میں نے

یہاں کوئی آدمی چلتے نہیں دیکھا۔ حافظ صاحب ہنس پڑے۔ اور کہنے لگے۔ میں نے یہاں ہر ایک آدمی کو دوڑتے دیکھا ہے۔ اگرچہ وہ بھاگتے تو نہیں۔ لیکن جب وہ چلتے ہیں۔ تو ان کے پاؤں ہم سے تیز پڑتے ہیں۔ ہمارے ہاں اگر کوئی رستہ سے گزرتا ہے۔ اور وہاں بھیڑ ہوتی ہے۔ تو کہتا ہے۔ "رستہ چھوڑو اسی آگے لگنا اے"۔ لیکن ان میں سے ہر ایک گزرتا جاتا ہے۔ اور کسی کو اپنے رستہ سے ہٹانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔

ہم نے ایک عمارت پر مزدوروں کو کام کرتے دیکھا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا

کہ گویا آگ لگی ہوئی ہے۔ اور یہ لوگ اسے بجھا رہے ہیں۔ مزدور بڑی تیزی سے لوہا اور لکڑی لے جا رہے تھے۔ لیکن یہاں مزدور اپنی سستی کی وجہ سے اس کام کو گراں کر دیتے ہیں۔ میں تو اس کا نقشہ اسی طرح کھینچا کرتا ہوں۔ کہ اگر کوئی مزدور کوئی چیز لینے جاتا ہے۔ تو وہ اس طرح ٹوکری اٹھاتا ہے۔ جیسے کسی کی کمر ٹوٹی ہوئی ہو۔ وہ ہائے کہہ کر ٹوکری اٹھاتا ہے۔ اور پھر رینگتے رینگتے معمار تک پہنچتا ہے۔ اگر کوئی مزدور اینٹ اٹھاتا ہے۔ تو پہلے پھوں پھوں کرتا ہے۔ پھر دس گیارہ اینٹیں اکٹھی کرتا ہے۔ پھر آرام کرتا اور سستاتا ہے۔ پھر اٹھاتا ہے اور اور جوں کی طرح چلتا ہے۔ اور دس بارہ منٹ میں مستری تک پہنچتا ہے۔ پھر مستری بھی اسی طرح کرتے ہیں۔ لیکن ایک یوروپین اتنے ہی عرصہ میں دس دفعہ مستری تک چلا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہاں مالک مزدور کو بہت زیادہ مزدوری دیدیتے ہیں۔

اسی طرح زمیندارہ ہیں۔ ہمارے ہاں جو پیداوار ہوتی ہے۔ میں نے اس کا یورپ کی پیداوار سے مقابلہ کیا ہے۔

ہمارے ملک کی پیداوار

میں اور یورپ کی پیداوار میں زیادہ فرق نہیں لیکن وہ مزدور کو دس روپے روزانہ دیتے ہیں۔ اور ہمارے ہاں مزدور کو زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ روپیہ روزانہ ملتا ہے۔ گویا ایک یوروپین مزدور ہمارے مزدور سے چھ گنے سے بھی زیادہ کما لیتا ہے۔ لیکن اتنی زیادہ اجرت دیکر بھی ان ممالک میں ہمارے ملک سے غلہ زیادہ سستا بکتا ہے۔ ماہرین زراعت سے میں نے اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔ کہ ان ممالک کی پیداوار ہمارے ملک کی پیداوار سے ڈیوڑھی ہے۔ لیکن وہ اپنے مزدور کو دس روپے روزانہ دیتے ہیں۔ اور ہم مزدور کو سوا روپیہ یا ڈیڑھ روپیہ دیتے ہیں۔ اتنا فرق کیوں ہے لیکن ان سے اکثر مجھے یہ معمہ نہیں سمجھا سکے۔ اس کی اصل وجہ

درحقیقت یہی ہے۔ کہ وہاں مزدور زیادہ کام کرتا ہے۔ اگر یہاں ہم سو ایکڑ پر دس مزدور رکھنے پر مجبور ہیں۔ تو وہاں ایک مزدور ہی کام دے جاتا ہے۔ اس لئے ہمارے ملک میں تین چار گنا تنخواہ زیادہ لینے کے باوجود وہ ہمارے ملک کے مزدور سے سستا رہتا ہے۔ یہ سب باتیں

محنت کی عادت

نہ ہونے کی وجہ سے ہیں۔ جب تم اپنا ماٹو مقرر کرو گی۔ تو اس پر غور بھی کرو گی۔ مثلاً یوروپین ممالک میں کھانا کھڑے ہو کر پکایا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں عورتیں بیٹھ کر کھانا پکاتی ہیں۔ ڈاکٹروں کا خیال ہے۔ کہ ہمارے ہاں کھانا پکانے کا جو طریق ہے۔ اس سے صحت کو نقصان پہنچتا ہے۔ پھر اتنی پھرتی سے کام نہیں ہو سکتا۔ جتنی پھرتی سے کھڑے ہو کر کام ہو سکتا ہے۔ اس لئے یوروپین ممالک میں کھڑے ہو کر کھانا پکایا جاتا ہے۔ اسی طرح کپڑے بھی کھڑے ہو کر دھوئے جاتے ہیں۔ اس طرح بہت کم وقت میں کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور پھر اعضاء میں جو ڈھیلا پن بیٹھنے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ بھی پیدا نہیں ہوتا۔ اسی طرح کاڑھنے وغیرہ کا کام ہے۔ یوروپین لوگ یہ نہیں دیکھتے کہ کوئی چیز کتنی خوبصورت کاڑھی ہوئی ہے۔ بلکہ وہ یہ دیکھتے ہیں۔ کہ کوئی چیز کتنے وقت میں کاڑھی گئی ہے۔ ان کے ہاں محنت اصل چیز ہے۔ اگر ایک عورت نے چار گھنٹے میں ایک اچھا پھول کاڑھا ہو۔ اور دوسری عورت نے چار منٹ میں اس سے ادنیٰ پھول کاڑھا ہو۔ تو وہ اس عورت کو ترجیح دیں گے۔

جس نے وہ کام چار منٹ میں ختم کر لیا۔ دوسری عورت سے جس نے چار گھنٹہ میں کام کیا۔

پس محنت ایک ایسی چیز ہے۔ کہ اس پر زور دینا اور اس کی عادت ڈالنا

کیریکٹر میں ایک خصوصیت

پیدا کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ شریعت کے احکام پر غور کرکے بعض اور اخلاق بھی نکالے جا سکتے ہیں۔ ان میں سے دو تین اخلاق کو لے لو اور انہیں اپنا ماٹو قرار دے لو۔ پھر ہال میں کمروں میں۔ لائبریری کی کتب پر۔ سکول کے رجسٹروں پر سب پر ان کی مہریں لگاؤ۔ لباس پر بھی اسے بطور بیج لگاؤ۔ گلے کے بٹن والے حصہ پر یا بازو پر کوئی جگہ معین کر لی جائے۔ اور وہاں اسے لگا لیا جائے۔ تاکہ آہستہ آہستہ یہ کالج کا ایک مخصوص کیریکٹر بن جائے۔ اگر تم اس طرح کام کرو تو تم عملی طور پر بہت کچھ کر لو گی۔

میں نے جو کچھ بتایا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ تم اپنی پچھلی ٹریڈیشنز کو قائم کرو۔ اور دوسری قوموں کی نقل کم کرو۔

دوسرے اس قسم کی تقریبات میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے طالبات کی ماؤں کو شامل کرو۔ تا انہیں پتہ لگے۔ کہ ان کی لڑکیاں کالج میں کس قسم کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔

تیسرے بعض اخلاق کو اپنا ماٹو قرار دے لو۔ تا وہ تمہارے کالج کی مخصوص روایت بن جائے۔ پھر ہر طالبہ علم اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے۔ تا دیکھنے والے اسے ایک نمایاں حیثیت دیں۔

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کا ضروری اجلاس

مورخہ ۲۶ر دسمبر ۵۵ء کو بوقت آٹھ بجے شب دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ میں قائدین مجالس کا ایک نہایت ضروری اجلاس ہوگا۔ جس میں صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نائب صدر قائدین سے خطاب فرمائیں گے۔ اگر کسی مجلس کے قائد خود جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف نہ لا رہے ہوں۔ تو وہ اپنا نمائندہ بھجوائیں۔ (نائب معتمد خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

اعلان تعطیل ۔ کل کا پرچہ خاص نمبر ہوگا جو ۲۸ صفحات پر مشتمل ہوگا اور اس کے بعد جلسہ سالانہ کی وجہ سے تعطیل رہے گی۔ جلسے کے بعد ۳۰ر دسمبر کو اخبار شائع ہوگا۔ قارئین و ایجنٹ حضرات مطلع رہیں (مینیجر)

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

ربوہ آنے والے مہمانوں کے لئے ضروری معلومات

از صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے (آکسن) افسر جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ اس سال ۲٦-۲۷-۲۸ ماہ حال کو ہو رہا ہے انشاء اللہ اس موقعہ پر تشریف لانیوالے احباب کی خدمت میں اھلاً و سھلاً مرحبا کہتے ہوئے چند ضروری معلومات کا شائع کیا جانا بھی احباب کی سہولت اور آرام کے لئے ضروری ہے۔ اسلئے جلسہ سالانہ کے انتظام کا خاکہ ذیل میں درج ہے۔ جملہ انتظامات صدر انجمن احمدیہ پاکستان کے ماتحت ہیں

انتظام جلسہ گاہ اسٹیج و پروگرام

جلسہ کی کارروائی اور تقاریر کا انتظام یعنی پروگرام کی ترتیب اور اشاعت اور جلسہ کی کارروائی کو صحیح طور پر چلانا۔ جلسہ گاہ اور اسٹیج سے متعلق جملہ انتظامات ناظر صاحب رشد و اصلاح کے سپرد ہیں۔ مکرم چوہدری فتح محمد صاحب سیال اس نظارت کے ناظر اور صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب جوائنٹ ناظر ہیں۔

انتظام جلسہ

مہمانوں کے استقبال۔ رہائش۔ خوراک۔ مہمان نوازی اور حفظان صحت کا انتظام افسر جلسہ سالانہ یعنی راقم الحروف کے سپرد ہے صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور قاضی محمد عبداللہ صاحب افسر لنگر خانہ نائب افسر جلسہ ہیں اس انتظام کو مختلف شعبوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے

افسر جلسہ سالانہ کے ماتحت مختلف نظامتیں اور کچھ انتظام ہیں نظامت کے بڑے افسر کو ناظم اور دوسرے انتظامات کے افسروں کو منتظم کہا جاتا ہے۔

نظامت سپلائی و سٹور

جلسہ کے لئے تمام اجناس و اشیاء خورد و نوش۔ برتن اور دیگر ضروری سامان کا مہیا کرنا۔ سٹور کرنا اور حسب ضرورت مختلف نظامتوں کو مہیا کرنا اس نظارت کے سپرد ہے۔ مولوی سید احمد صاحب ناظم سپلائی ہیں۔ اور ان کے ساتھ کچھ اور مستقل عملہ سارا سال افسر جلسہ سالانہ کے ماتحت یہ کام سرانجام دیتا رہتا ہے اور جلسہ کے موقعہ پر مختلف شعبوں کو سامان مہیا کیا جاتا ہے۔

نظامت مکانات و معلومات

جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے رہائش کا انتظام کرنا جلسہ کے دوران میں مہمانوں کو ضروری معلومات مہیا کرنا۔ گم شدہ اشیاء اور دستیاب اشیاء کا خیال رکھنا۔ گم شدہ بچوں کی تلاش اور ان کو ورثاء تک پہنچانا اس نظامت کے ذمہ ہے۔ چوہدری ظہور احمد صاحب ناظم اور پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب۔ پروفیسر مبارک احمد صاحب انصاری اور مولوی عبداللطیف صاحب نائب ہیں۔ جماعتوں کی فرودگاہوں کا نقشہ اس نظامت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے

نظارت حفظان صحت

مہمانوں کی صحت کا خیال رکھنا حسب ضرورت بیماروں کا علاج۔ فرسٹ ایڈ کا انتظام اس نظامت کے سپرد ہے۔ صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ناظم ہیں۔ اور ان کے ماتحت متعدد کوالیفائڈ ڈاکٹر اور کمپونڈر اور ڈسپنسر ہیں

دیگر مرکزی انتظامات

استقبال و وداع:- اس شعبہ کے منتظم مولوی ابو المنیر نور الحق صاحب ہیں۔ مہمانوں کے ربوہ پہنچنے پر چاہے وہ بس پر آئیں یا گاڑی کے ذریعہ سے ریلوے اسٹیشن اور بس سٹاپ پر استقبال کا انتظام ہوگا جو مہمانوں کے اترنے اور واپسی پر سوار ہونے میں ان کی امداد کرے گا۔ اور ان کی رہائش گاہوں کی طرف راہنمائی کرے گا۔ قلیوں کے ریٹ اور دیگر ضروری ہدایات منتظم صاحب استقبال شائع کر دا چکے ہیں۔ احباب ان کا خیال رکھیں۔

روشنی و صفائی

روشنی کے منتظم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب اور صفائی کے سید محمد یوسف صاحب ہیں۔

نظامت دار الصدر

ربوہ کی آبادی کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر حصہ کی آبادی اپنی نظامت سے متعلق ہوگی۔ ہر نظامت میں ایک ایک لنگر خانہ ہے۔ دار الصدر کے ناظم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ہیں اور ماسٹر محمد فضل داد صاحب ان کے نائب ہیں ناظم کے ماتحت مختلف انتظامات کے منتظم ہیں اس نظامت کا لنگر خانہ و دفاتر ریلوے سٹیشن کے بالمقابل جامعہ نصرت کے احاطہ کے جنوبی طرف ہے

نظامت دار الرحمت

اس میں صاحبزادہ مرزا انور احمد صاحب ناظم ہیں اور مولوی محمد احمد صاحب جلیل جوائنٹ ناظم اور ملک سیف الرحمن صاحب نائب ناظم ہیں۔ یہ لنگر خانہ محلہ دار الرحمت میں مستقل زیر تعمیر مسجد کے پاس ہے اور منڈی کے قریب ہے۔

نظامت دار العلوم

اس نظامت کا لنگر خانہ بورڈنگ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے پاس ہے۔ پروفیسر نصیر احمد خان صاحب ناظم اور پروفیسر ابراہیم صاحب ناصر اور چوہدری عبدالرحمن صاحب ان کے نائب ہیں

انتظام تصدیق و اجرائے پرچہ خوراک

صدر انجمن احمدیہ کے براہ راست ماتحت ایک محکمہ تصدیق پرچی کا ہے۔ جس کے افسر صوفی غلام محمد صاحب ہیں مصدقین مختلف رہائش گاہوں پر پہنچ کر یہ تصدیق کریں گے کہ وہاں کس طرح مہمان ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور وہ تصدیقی پرچی جاری کریں گے۔ جس پر افسر اجرائے پرچہ خوراک پرچی دے گا۔ جس پر متعلقہ لنگر خانہ سے کھانا ملے گا۔ اجرائے پرچہ خوراک کے افسر صوفی محمد ابراہیم صاحب ہیں۔ ان کے نائب ماسٹر محمد ابراہیم ہیں [illegible] دفاتر مختلف محلوں میں ہوں گے

انتظام رہائش و خوراک مستورات:

مستورات کی رہائش و طعام کا انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی زیر نگرانی ہے۔ دفاتر دفتر لجنہ اماء اللہ۔ جامعہ نصرت ہوسٹل جامعہ نصرت اور پرانا گرلز سکول میں ان کی رہائش کا انتظام ہوگا۔ یہ سب جگہیں باپردہ ہیں اور مہمانوں کے آرام کے لئے لجنہ اماء اللہ کی منتظمین ہر ممکن کوشش کرتی ہیں۔ اور خدا کے فضل سے انتظام ہر طرح تسلی بخش ہے۔

رابطہ

مختلف شعبوں میں رابطہ قائم رکھنے کے لئے ایک محکمہ ہے اس کے نگران اعلیٰ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ہیں اور صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے اور میاں غلام محمد صاحب اختر افسر ہیں۔

مرکزی دفاتر جلسہ

افسر جلسہ سالانہ کا اپنا دفتر اور دوسرے مرکزی دفتر یعنی ناظم مکانات و معلومات ناظم سپلائی و سٹور کے دفاتر ریلوے سٹیشن کے بالمقابل پرانے لنگر خانہ کی کچی عمارت میں ہوں گے ہر حلقہ کے مہمان اپنی اپنی نظامت سے متعلقہ امور میں اپنے اپنے ناظم سے امداد حاصل کر سکتے ہیں جن کے دفاتر کے مقامات اوپر درج کر دیئے گئے ہیں۔

مہمانوں کی خدمت میں گذارش

آخر میں میں ان احباب کرام سے جو اس مبارک تقریب میں شمولیت کی غرض سے تشریف لا رہے ہیں۔ درخواست کرتا ہوں کہ ہم سب آپ کے آرام اور سہولت کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ انشاء اللہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دے۔ لیکن ہماری کامیابی آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ آپ ہماری مشکلات کو ضرور ملحوظ رکھیں۔ اور اپنے آپ کو مہمان کی بجائے میزبان خیال کریں۔ اور ان مبارک ایام کو دعاؤں اور ذکر میں گذاریں۔ اللہ تعالیٰ سب کا حافظ [illegible] اور آپ کا آنا مبارک کرے۔

ایام جلسہ میں ایک ضروری اج[illegible]

صدر انجمن احمدیہ کے مالی [illegible] غور کرنے کے لئے تمام جماعت ہائے احمدیہ [illegible] امراء صاحبان۔ پریذیڈنٹ صاحبان و[illegible] صاحبان مال۔ آڈیٹر صاحبان اور محاسب صا[illegible] کا ایک اجلاس مورخہ ۲۷ دسمبر ۵۵ء کو بروز منگل ۷½ بجے شب سالانہ جلسہ گاہ میں منعقد [illegible] مذکورہ بالا عہدیداران سے التماس ہے کہ اس اجلاس میں ضرور شرکت فرماویں۔ نوٹ:۔ چونکہ یہ اجلاس بہت تھوڑے [illegible] کے لئے ہوگا۔ لہذا تمام احباب مہربانی کر کے [illegible] کی پابندی فرماویں۔ (ناظر بیت المال)

خریداران الفرقان کو اطلا[ع]

ایام جلسہ سالانہ میں الفرقان [illegible] چندہ وغیرہ کی ادائیگی اور رسالہ جات [illegible] حصول نیز تردید بہائیت میں "تازہ تر[ین]" [illegible] اور الفرقان کا جماعت اسلامی [illegible] یہ سب خورشید جنرل سٹور گول [بازار] سے مل سکیں گے (منیجر الفرقان [ربوہ])

جلسہ سالانہ پر مصباح کا خاص نمبر

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مصباح کا خاص [نمبر شائع] ہو رہا ہے جس میں اہم مضامین درج [کئے] گئے ہیں احباب جماعت اور بہنیں مصباح [کے خریدار بنیں] زیادہ سالانہ چندہ صرف پانچ روپے ہے۔ نیز [illegible] ایام میں مصباح کا خاص نمبر اور دوسرے مصباح …

حلقہ جات امارت ہائے جماعت احمدیہ مغربی پاکستان میں تبدیلی

بسلسلہ اعلان نظارت علیا مندرجہ اخبار الفضل مورخہ ۲۲ / ۵۵ء جماعتہا ئے احمدیہ مغربی پاکستان کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ آئندہ مغربی پاکستان میں صوبائی امارتوں کی بجائے مندرجہ ذیل حلقہ جات امارت مقرر کئے گئے ہیں۔

چونکہ آئندہ سہ سالہ انتخابات قریب تر شروع ہونے والے ہیں اور سابقہ انتخابات کی میعاد چند ماہ باقی رہ گئی ہے اس لئے نئے حلقہ جات والا نظام ۵۶ء سے شروع ہوگا اور آئندہ (یکم اپریل ۱۹۵۶ء) ہونے والے انتخابات ان نئے حلقہ جات کی تقسیم کے مطابق عمل میں آئیں گے۔

۱۔ حلقہ پشاور:۔ جس کا ایک امیر ہوگا۔ جو امیر حلقہ کہلائے گا۔ اس حلقہ میں مندرجہ ذیل اضلاع شامل ہوں گے۔

پشاور۔ اٹک۔ مردان۔ مالاکنڈ۔ ہزارہ۔ سوات۔ دیر۔ چترال قبائلی علاقے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میانوالی۔ بنوں۔ کوہاٹ۔ خرم۔ وزیرستان۔

۲۔ حلقہ لاہور:۔ جس کا ایک امیر ہوگا جو امیر حلقہ کہلائے گا۔ اس حلقہ کے مندرجہ ذیل اضلاع ہوں گے:۔

راولپنڈی۔ جہلم۔ گجرات۔ شاہ پور۔ سیالکوٹ۔ گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ۔ لاہور۔ منٹگمری لائلپور۔ جھنگ۔ ملتان۔ مظفر گڑھ۔ ڈیرہ غازیخان۔ بہاولنگر۔ بہاولپور۔ رحیم یار خاں۔

۳۔ حلقہ خیرپور:۔ اس حلقہ کا بھی ایک امیر ہوگا۔ اس میں مندرجہ ذیل اضلاع شامل ہوں گے:۔

جیکب آباد۔ تھرپارکر۔ سکھر۔ لاڑکانہ۔ نوابشاہ۔

۴۔ حلقہ حیدرآباد:۔ اس حلقہ کا بھی ایک امیر ہوگا جس میں مندرجہ ذیل اضلاع شامل ہوں گے۔ دادو۔ میرپور خاص۔ حیدرآباد۔ ٹھٹھہ۔ تھرپارکر

۵۔ حلقہ کوئٹہ:۔ اس حلقہ کا بھی ایک امیر ہوگا جس میں مندرجہ ذیل اضلاع یا علاقے شامل ہوں گے:۔ کوئٹہ۔ پشین۔ نوشکی۔ ژوب۔ لورالائی۔ ڈیرہ بگٹی۔ سبی۔ چاغی۔ خاران۔ مکران۔ قلات۔ لاس بیلہ وغیرہ کا علاقہ ہوگا

ضلعوار نظام بدستور قائم رہے گا اور مندرجہ بالا نظام اس صوبائی نظام کی جگہ ہوگا جو ایک یونٹ بننے سے پہلے رائج تھا۔

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

امراء و پریذیڈنٹ صاحبان توجہ فرمائیں

یہ نہایت ضروری امر ہے کہ جماعت کے بچوں کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہو تا بچے دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم و تربیت بھی حاصل کریں۔ بعض جگہوں پر پرائمری سکول موجود نہیں اور بچے عام تعلیم سے بھی محروم رہ جاتے ہیں۔ نظارت تعلیم چاہتی ہے کہ ایسی جگہوں پر جہاں پرائمری سکول موجود نہیں یا اتنے نزدیک نہیں کہ ان سے بچے استفادہ کر سکیں۔ وہاں پرائمری سکول کا اجراء کیا جائے جس میں علاوہ مجوزہ پرائمری تعلیم کے دینی تعلیم کا بندوبست ہو۔ اس لئے امراء و پریذیڈنٹ صاحبان اور ایسی دیہاتی جماعتوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ نظارت تعلیم کو مطلع کریں۔ آیا ان کی جماعت کے بچوں کی تعلیم کا خاطر خواہ انتظام ہے یا کہ نہیں۔ اگر ہے تو کیا انتظام ہے۔ اور اگر نہیں تو پرائمری سکول کے اجراء کرنے کے کیا مواقع ہیں (ناظر تعلیم)

سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ سے ضروری گذارش

براہ کرم اپنی اپنی جماعتوں کے وصول شدہ چندہ جات کی کل رقم جلسہ سالانہ پر ساتھ لیتے آویں۔ اور آتے ہی خزانہ صدر انجمن میں داخل کروا کر ممنون فرمائیں۔ اور تفصیل چندہ عام دفتر بیت المال میں دے دیں۔ دفتر بیت المال جلسہ سالانہ کے ایام میں رات کے ۹ بجے تک کھلا رہے گا (ناظر بیت المال ربوہ)

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ربوہ آنے والوں کو نصیحت

(ارشادات سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ (مندرجہ الفضل ۱۷ دسمبر ۱۹۵۳ء)

"باہر سے آنے والوں کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کو اپنے ساتھ لائیں۔ میں نے اس کے متعلق پہلے بھی نصیحت کی تھی لیکن افسوس ہے کہ جماعت نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ اگر دوست اپنے غیر احمدی رشتہ داروں اور دوستوں کو اپنے ساتھ لاتے رہیں تو بہت سے فتنے جو اب پیدا ہو رہے ہیں دور ہو جائیں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک شخص کا باپ بیوی یا بھائی بیس بیس سال تک احمدی نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں لاؤ تو بعض دفعہ ایک ہی دن میں احمدی ہو جاتا ہے۔" (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ)

امسال احباب جماعت حضور پرنور کی اس زریں ہدایت پر کما حقہ عمل فرمائیں۔

(مہتمم اصلاح و ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

نقد و نظر

کلید ترجمہ قرآن مجید

حکیم عبداللطیف شاہد تاجر کتب ۱۴ امین بازار گوالمنڈی لاہور نے قرآن مجید کا ترجمہ سیکھنے والوں کے لئے دس پاروں پر مشتمل مندرجہ بالا نام سے ایک کتاب شائع کی ہے۔ اس میں پہلے متن کے علاوہ ایک ایک رکوع کی تمام لغات کے ایک ایک دو دو ۔۔۔ معنے درج ہیں اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ موقع اور محل کے لحاظ سے جو جو معنی چسپاں ہو سکتے ہیں۔ ان سب کو جمع کر دیا جائے۔

ہر رکوع کے تمام نئے الفاظ کی لغات کا حل لکھنے کے علاوہ اس رکوع کا سلیس اور عام فہم ترجمہ بھی درج کر دیا گیا ہے اور سردست سورہ توبہ کے آخر تک سوا دس پاروں کو سبقاً سبقاً چھاپ کر ہر احمدی دوست کے لئے ترجمہ سیکھنے میں سہولت پیدا کر دی گئی ہے۔ اگر احباب ایک ایک دو دو جلدیں خرید کر اپنے دوستوں کو دیں تو اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔

ناشر حکیم عبداللطیف ۱۴ امین بازار گوالمنڈی لاہور۔ قیمت ۲/۸ روپے بڑی تقطیع صفحات تقریباً ۴۳۳۔ لکھائی چھپائی عمدہ

ہدایات حضرت اقدس دربارہ انتظامات جلسہ سالانہ

انتظامات مضافات

۱۔ جلسہ سالانہ پر آنے والوں کے لئے مکانوں کی دقت ہوگی۔ قادیان میں لوگ مہمانوں کے لئے اپنے مکان دیا کرتے تھے۔ لیکن یہاں کسی کا اپنا مکان نہیں۔ بلکہ سارے کے سارے مکان سلسلہ کے ہیں اور سلسلہ کے مال سے بنے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہاں قادیان سے زیادہ قربانی دکھانے کی ضرورت ہے کیونکہ جس سلسلہ کے مالوں سے ۱۲ ماہ تک تم نے فائدہ اٹھایا۔ اس کی خاطر اگر تم نے چند دن کے لئے تکلیف اٹھائی تو یہ تمہاری اخلاقی کمزوری ہوگی۔ (الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۵۱ء)

۲۔ "جہاں میں ربوہ کے مکینوں سے یہ کہتا ہوں کہ وہ جلسہ پر آنے والوں کے لئے اپنے مکانات پیش کریں۔ وہاں میں آنے والوں سے بھی کہتا ہوں کہ وہ اکٹھے رہیں اور علیحدہ علیحدہ ٹھہر کر کارکنوں کے لئے مشکلات پیدا کرنے کا موجب نہ بنیں۔"

۳۔ اگر ادارے ہی اپنے مکانات خالی کر کے نہ دیں یا نہیں کسی معین تاریخ تک خالی کرنے کا وعدہ نہ کریں۔ تو باقی لوگ زیادہ بھی سست ہو جائیں گے۔ پس میں ادارہ کی ... توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھیں محض ایک افسر مقرر کر دینے سے کام نہیں ہوتا۔ جب تک اس افسر سے تعاون نہ کیا جائے۔ وہ اپنے مفوضہ فرائض کو کس طرح پورا کر سکتا ہے۔" (الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۵۵ء)

حصول خوراک کے متعلق بعض ھدایات

۴۔ "جن دوستوں کے گھروں میں مہمان ٹھہریں۔ وہ کھانا لیتے وقت مہمانوں کی صحیح تعداد لکھا کریں تا سلسلہ کا بے فائدہ خرچ نہ ہو اور اس طرح ہمارا بجٹ بھی خراب نہ ہو۔ یہ نہ ہو کہ مہمان تھوڑے آئیں اور لکھے زیادہ جائیں۔"

۵۔ "آپ اپنے ہمسایوں کی نگرانی بھی کریں اور ان تک میری باتیں پہنچائیں۔ اور اگر بعض لوگ کمزوری دکھائیں۔ تو ان کی رپورٹ دفتر میں کریں تا ان کی اصلاح کی کوشش کی جائے۔ اور خدا تعالیٰ کے مالوں کی حفاظت کی جائے۔" (الفضل ۱۹ دسمبر ۱۹۵۱ء)

۶۔ "ہر شخص اپنے گرد و پیش رہنے والوں کو "چارٹی" کی طرح ڈانٹے کہ ہم نے خرچ کم کرنا ہے زیادہ نہیں کرنا تا کہ جلسہ سالانہ کے لئے بجٹ ہی سلسلہ کا بوجھ بڑھانے کا موجب نہ ہو تا تمہاری مالی تنگی دسمبر ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جائے اور اگلے سال تمہارے لئے تنگی کی بجائے سہولت پیدا ہو جائے۔" (الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۵۳ء)

۷۔ "یہ سخت جنگ کا زمانہ ہے۔ جو شخص جلسہ کے موقع پر ایک روٹی بھی ضائع کرتا ہے۔ وہ جماعت سے غداری کرتا ہے۔ وہ ان کارکنوں سے غداری کرتا ہے۔ جن کو زیادہ اخراجات ہو جانے کی وجہ سے آئندہ تنخواہیں نہیں ملیں گی۔ وہ ربوہ کے دکانداروں سے غداری کرتا ہے جن کے کاروبار محض کارکنوں کی تنخواہیں نہ ملنے کی وجہ سے تباہ ہو جائیں گے۔" (الفضل ۲۳ دسمبر ۱۹۵۳ء)

والنٹیئرز

۸۔ "دوستوں کو میں تحریک کرتا ہوں کہ وہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنے آپ کو خدمت کے لئے پیش کریں اور باہر کی جماعتوں سے بھی میں خواہش کرتا ہوں کہ وہ بھی اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ وہ میزبان بھی ہوں گے اور مہمان بھی ہوں گے۔ انہیں کلی طور پر اپنے آپ کو مہمان نہیں سمجھنا چاہیئے۔ وہ یہ سمجھیں کہ وہ آدھے مہمان ہیں اور آدھے میزبان کیونکہ جلسہ سالانہ پر ہمیں بہت زیادہ کام کرنے والے افراد کی ضرورت ہے۔ پس بیرونی جماعتوں میں سے جو لوگ اپنے اندر طاقت اور ہمت رکھتے ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنے نام پیش کریں۔ تا کہ جلسہ سالانہ کے موقع پر ان سے مختلف خدمات لی جا سکیں۔ اور انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی حاصل ہو۔" (الفضل ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء)

(افسر جلسہ سالانہ)

محبوب آقا کی صحت کیلئے زندگی بخش جام

"مگر تم اپنی قابلیت ظاہر نہیں کرتے تو تم جھوٹے ہو خدا تعالیٰ سچا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تم کو پیدا ہی اس لئے بنایا ہے کہ تم میں قابلیت پائی جاتی ہے۔ اگر تمہارے دماغ اور دوسرے قویٰ دوسرے لوگوں سے بہتر نہ ہوتے تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس ملک میں نہ بھیجتا۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی الفضل ۲۲ جون ۱۹۵۵ء)

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب میں شمولیت کی توفیق پانے والے خدام الاحمدیت! ہم کب تک محض شمولیت پر قانع رہیں گے سرداران! جیت اسی کی ہے جو وقت کی قدر کرے۔ خدا کرے کہ ہم اس سال کی شمولیت کو نتیجہ خیز ثابت کرنے کا عزم کر کے واپس جائیں۔ ہم اپنے آقا کے بیان فرمودہ الفاظ کو اپنے دل کی گہرائیوں میں جگہ دینے والے ہوں۔

یہی وہ مقام ہے جس کے حصول کے بعد ایک بچے خادم میں حضرت صدیق اکبرؓ کے نمونہ پر مالی قربانی پیش کرنے کا رنگ پیدا ہو سکتا ہے اور چندہ جات کی ادائیگی کے لئے اس کے اندر بشاشت قلبی پیدا ہوگی اور خدام الاحمدیہ کے قلیل شرح کے چندہ کی ادائیگی کو وہ ہرگز کوئی مالی بوجھ محسوس نہیں کریگا۔ بلکہ وہ بیتاب ہوگا کہ وہ مالی قربانی کو پیش کرنے میں سب سے پیش پیش رہے۔

اے جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں شمولیت کی توفیق پانے والے عاجزو! اگر آپ نے میری ان گذارشات کی طرف توجہ فرمائی تو یقین جانیئے کہ ہم خدام الاحمدیہ کے اس امیتازی سال کو کامیاب ترین مالی سال ثابت کر کے اسلام اور احمدیت کی سربلندی اور اپنے محبوب آقا کی صحت و مسرت کے لئے ایک زندگی بخش جام پیش کر سکتے ہیں۔ "خدا حافظ"

(ملک) محمد رفیق مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور ڈویژن

نوٹس

دستخط کنندہ ذیل مندرجہ ذیل کاموں کے لئے نظر ثانی شدہ شیڈیول ریٹ بابت ۱۹۵۵-۵۶ء کی مطبوعہ کاپی کے مطابق شیڈول ریٹ کے سربمہر ٹینڈر مقررہ فارموں پر ۲۷ دسمبر ۱۹۵۵ء کو ۲ بجے بعد دوپہر تک وصول کرے گا۔ یہ فارم ایک روپیہ فی کاپی کے حساب سے ۲۷ دسمبر کو ایک بجے بعد دوپہر تک اس دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ ٹینڈرز اسی روز اڑھائی بجے بعد دوپہر کو کھولے جائیں گے۔

	کام کی نوعیت	تخمیناً لاگت بشمول شرح ٹینڈر	زر ضمانت جو ڈویژنل پے ماسٹر این ڈبلیو آر لاہور کے پاس جمع کرائی ہوگی
I	۱۔ نارتھ پل بند کے سول ہیڈ اور جبڑ کے قریب راوی برج کے چھوٹے سپرز کی مرمت جنہیں اکتوبر ۱۹۵۵ء کے سیلاب سے نقصان پہنچا ہے۔	۸۰۰۰/- روپے	۱۶۰۰/- روپے
	۲۔ سیکشن A/57/81 میں کلاس III و IV سٹاف کوارٹرز کی سپیشل مرمت	۸۵۰۰/- روپے	۲۰۰/- روپے
	۳۔ قلعہ ستار شاہ اور حسن کار کے ماڈیولیٹ فارم کے کناروں پر پختہ چنائی اور سروں پر اینٹوں کے فرش کی تعمیر	۷۶۰/- روپے	۲۰۰ روپے

II وہ ٹھیکیدار جن کے نام اس ڈویژن کی منظور شدہ فہرست میں نہیں ہیں انہیں اپنے نام ۲۷ دسمبر تک ٹینڈر داخل کرنے سے قبل رجسٹر کرا لینے چاہئیں۔

III تفصیلی شرائط و کوائف اور مطبوعہ شیڈول ریٹ کی کاپی دستخط کنندہ ذیل کے دفتر میں تعطیل کے علاوہ کسی دن بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ این ڈبلیو آر لاہور

ضروری تصحیح:۔ آج کے اخبار میں ضمیمہ کے صفحہ ب پر دواخانہ خدمت خلق کے اشتہار میں سرمہ ممیرا خاص کی قیمت ۱۵/، عہ/ اور ۳/- روپے چھپنے سے رہ گئی ہے۔ احباب نوٹ فرمالیں (منیجر الفضل)